Al-Qalam **القلم**
p-ISSN: 2071-8683, e-ISSN: 2707-0077
Volume:26, Issue:1, 2021; pp. 247-260

خطوط نبوی ﷺ میں دعوتی اسالیب کا تجزیاتی مطالعہ

Observance of Propagational Trends in Epistles of Prophet Muhammad (PBUH): An Analytical Study

Dr. Saima Farooq
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
Lahore College for Women's University, Lahore
Email: saimafarooq_2011@yahoo.com

Hajira Mariam
PHD Scholar, Institute of Islamic Studies,
Punjab University, Lahore

KEYWORDS

DEEN, LETTERS, PRINCIPLES, DAWAH, PROPHET MUHAMMAD (PBUH)

Date of Publication:
26-06-2021

ABSTRACT

One of the fundamental principles of the propagation of deen is that the message of Islam should be delivered with wisdom to the recipient so the guidance begets fruit. The letters that the Prophet Muhammad (pbuh) sent to the kings and leaders with the message of Islam were not only epitomes of wisdom but also contained several approaches and principles related to dawah. This article presents an analytical analysis of these letters that can be useful for contemporary propagators of Deen. Several methods can be deduced from these letters that can be beneficial for the da'ees of Islam. In particular, the lessons are very informative for the propagation of Islam to non-Muslims because the Prophetic way of Dawah is the only way forward for the correction of the individual and society.

تمہید:

انبیائے کرام کی دعوت ایک اصولی اور نظریاتی دعوت ہوتی ہے، اس لیے اس کا طریقِ کار منفرد اور مختلف ہوتا ہے۔ قرآن نے ایک ہی جامع آیت میں پیغمبرانہ دعوت و تبلیغ کے منہج کو اس طرح واضح کیا ہے۔ **ادع إلى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة و جادلهم بالتي هي أحسن**[1] اے نبی! اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو، حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقہ پر جو بہترین ہو۔ حضرت محمد ﷺ نے بھی اسی منہج کے مطابق دعوتِ حق کا فریضہ انجام دیا۔ آپ ﷺ نے اپنے دور کے حکمرانوں، امراء اور حکام تک دینِ اسلام کی دعوت کو پہنچانے کے لیے ان کو خطوط ارسال فرمائے۔ ان مکاتیب میں لوگوں کی ہدات ور ہنمائی کے لیے ایسے اسالیب اختیار کیے گئے جن کو داعیانِ اسلام دورِ حاضر میں اپنا کر اشاعتِ اسلام کا کام نہایت موثر انداز میں سرانجام دے سکتے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کے دعوتی خطوط ایسی تحریریں ہیں جو موقع محل سے پوری طرح مطابقت رکھتی ہیں اور عربی کے اس مقولہ سے پوری طرح موافقت رکھتی ہیں "**لكل مقام مقال**" یعنی ہر بات کو اس کے موقع محل کے مطابق ہونا چاہیے۔ یہ مکاتیب ایسا منفرد اسلوب رکھتے ہیں جو کہ سادگی، حقیقت پسندی اور مکتوب الیہ کے لیے دردمندی اور خیر اندیشی کے جذبات پر مشتمل ہیں۔ ان میں سیاسی اور معاشرتی اقدار کے علاوہ شخصی آزادی کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ عام فہم اور سادہ ہونے کے ساتھ ساتھ پر زور قوتِ بیان ان تحریروں کی نمایاں خصوصیات ہے۔ اس بارے علی بن حسین الاحمدی رقم طراز ہیں۔ "آپ ﷺ کے مکاتیب کی علمی و ادبی اہمیت مسلم ہے، اثر انگیزی نمایاں ہے۔ ان میں مطلوبہ مقاصد کی ترجمانی۔ جامعیت و ہمہ گیریت، علمی و ادبی اسلوب، اختصار و معنویت، کلام کی سادگی، پُر تکلف جملوں سے گریز، غیر ضروری طوالت اور فلسفیانہ موشگافیوں سے دامن بچاتے ہوئے پیغام کی اثر انگیزی اور مقاصد و اہداف کے حصول کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے۔"[2] ان خطوط کے تجزیے سے دعوتی اسالیب کے جو پہلو نکھر کر سامنے آتے ہیں، وہ درجِ ذیل ہیں۔

ا۔ دعوتِ توحید اور ابطالِ شرک

نبی کریم ﷺ کے تمام خطوط کی دعوتاصلاً توحید کی دعوت تھی۔ آپ ﷺ نے مختلف بادشاہوں کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور یکتائی کو تسلیم کرنے کا پیغام دیا اور انہیں شرک سے روکا۔ مثلاً نبی اکرم ﷺ نے نجاشی کو جو خط ارسال کیا، اس میں مختصر تمہید کے بعد فرمایا۔ **فانی احمد الیک الله الذی لا اله الا هوالملک القدوس السلام**

المومن المهیمن واشهدان عیسی ابن مریم روحِ اللہ و کلمة القاها الی مریم البتول الطیبة الحصینة۔ فحملت بعیسی من روحه و نفخه کما خلق ادم بیده[3] (اما بعد میں تم سے حمد بیان کرتاہوں اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو بادشاہ ہے، قدوس ہے، سلام ہے، مومن ہے اور مھیمن ہے اور گواہی دیتاہوں اس بات کی کہ عیسیٰ ابنِ مریم اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں جس کو اس نے پاکباز و پاک نفس مریم البتول میں پھونکا تھا، پس اس کی روح اور اس کے نفخ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے بطن میں قرار پائے جیسے اس نے آدم کو اپنے ہاتھ سے بنایا تھا)۔ اس خط میں اللہ رب العالمین کی وحدانیت اور اس کی صفات کا ذکر کرتے ہوئے نہ صرف مکتوب الیہ کو احسن طریقے سے توحید کی دعوت دی گئی بلکہ اس کو باور کرایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر قسم کے شرک سے بلند و بالا اور بے نیاز ہے۔ مکتوب الیہ کے باطل عقائد کی تردید میں اللہ عزو جل کی ان صفات کو موقع محل کے مطابق بیان کیا گیا جن سے عقیدہ تثلیث و کفارہ کی نفی بھی بیک وقت ہو گئی۔ ہر قل کے نام جو خط لکھا گیا تو اس میں آپ ﷺ کے اسم گرامی کے ساتھ عبداللہ خصوصیت سے لکھا گیا۔ اس مکتوب کے الفاظ یہ ہیں **بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد عبداللہ و رسوله**[4] ان الفاظ میں مکتوب الیھما کے عقیدے کی نہایت لطیف پیرائے میں تردید کی گئی ہے۔ مخاطب پر واضح کر دیا گیا کہ رسول کی حیثیت اللہ عزو جل کی مخلوق کی ہے نہ کہ اس کے بیٹے کی جیسا کہ عیسائیوں میں حضرت مسیحؑ اور یہودیوں میں حضرت عزیرؑ کے متعلق عقیدہ پایا جاتا ہے۔ حاکم دمشق منذر بن حارث بن ابو شمر غسانی کی جانب کو خط روانہ کیا گیا، اس کا لبِ لباب بھی دعوتِ توحید اور شرک کی مناہی ہے۔ خط کی عبارت یہ تھی سَلامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى، وَآمَنَ بِهِ إِنِّي أَدْعُوكَ إِلَى أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ يَبْقَى لَكَ مُلْكُكَ[5] اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے اور اس پر ایمان لائے۔ میں تمھیں دعوت دیتاہوں کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ جو اکیلا ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں۔ تمھارے لیے تمھاری بادشاہی باقی رہے گی۔

۲۔ عقلی استدلال

آپ ﷺ نے جہاں نجاشی کے باطل عقیدے کی تردید فرمائی، وہیں حضرت عیسیٰؑ کے کلمۃاللہ اور روح اللہ ہونے کو بھی واضح کیا۔ اس کے ساتھ تخلیقِ آدمؑ کو بھی بطور عقلی دلیل کے پیش کیا کہ اللہ جو قادرِ مطلق ذات ہے، وہ آدم علیہ السلام کو بن ماں باپ کے پیدا کر سکتاہے تو عیسیٰؑ کو بغیر باپ کے کیوں نہیں پیدا کر سکتاہے ؟ اس عقلی دلیل سے مخاطب کو سوچنے کی دعوت دی گئی کہ وہ خود فیصلہ کرے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیسے الٰہ کا درجہ پا سکتے ہیں جبکہ وہ

اللہ کی مخلوق ہیں۔ عیسیٰؑ کو بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنی روح اور نفخ کے ذریعے پیدا کیا۔ لیکن ان کی یہ پیدائش بالکل اللہ تعالیٰ کی ویسی ہی قدرتِ کاملہ ہے جیسے آدمؑ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کرنا۔ اگر حضرت آدم علیہ السلام کو جو بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے، ان کو اللہ تعالیٰ کا بندہ مانتے ہیں تو پھر تو بطریقِ اولیٰ انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اللہ عزوجل کا بندہ تسلیم کرنا چاہیے۔

۳۔احساسِ ذمہ داری کی ترغیب

ان مکاتیب میں انتہائی خوبی اور بلاغت سے مختلف بادشاہوں اور امراء کو دینِ اسلام کی دعوت دی گئی۔ چونکہ عوام الناس اپنے اعمال و معاملات میں اپنے حکمران طبقہ کی اتباع کرتے ہیں تو ان خطوط میں مخاطبین کو ذمہ داری کا احساس دلایا گیا کہ وہ راہِ حق کو اختیار کریں تاکہ عوام کی بھی اصلاح ممکن ہو سکے۔ قوم کی اصلاح یا گمراہی عمومی طور پر طبقہ قیادت کے ساتھ مشروط ہوتی ہے۔ نبی ﷺ نے ہرقل کو جو خط بھیجا، اس میں یہ عبارت مرقوم تھی۔ **واسلم یوتک اللہ اجرک مرتین وان تولیت فان علیک اثم ایریسین**[6] (مسلمان ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ تم کو دوہرا اجر دے گا۔ اگر تم مسلمان نہ ہوئے تو تم پر غریب رعایا کا گناہ بھی ہو گا)۔ علامہ نووی نے اس عبارت کی وضاحت میں لکھا ہے۔

> **وَمَعْنَاهُ أَنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ رَعَايَاكَ الَّذِينَ يَتْبَعُونَكَ وَيَنْقَادُونَ بِانْقِيَادِكَ وَنَبَّهَ بِهَؤُلَاءِ عَلَى جَمِيعِ الرَّعَايَا لِأَنَّهُمُ الْأَغْلَبُ وَلِأَنَّهُمْ أَسْرَعُ انْقِيَادًا فَإِذَا أَسْلَمَ أَسْلَمُوا وَإِذَا امْتَنَعَ امْتَنَعُوا۔**[7]
>
> ’’اور اس کا معنی یہ ہے کہ تم پر اپنی قوم کا گناہ ہے کیونکہ وہ تمہاری تابعداری کرتے ہیں اور تمہاری قیادت کے پیچھے چلتے ہیں۔ ان کے بارے میں اسے تنبیہ کی کہ وہ سب تمہارے تابع ہیں اور جلد تمھاری اتباع کرنے والے ہیں۔ اگر تم اسلام قبول کرو گے تو وہ بھی مسلمان ہو جائیں گے اور اگر تم انکار کرو گے تو وہ بھی انکار کریں گے۔‘‘

اسی طرح شاہ فارس کسریٰ کے خط میں یہ الفاظ تحریر کیے گئے **اسلم تسلم، فان ابیت فعلیک اثم المجوس**[8] (تم اسلام قبول کر لو، محفوظ رہو گے۔ اگر تم نے انکار کیا تو ایران کے تمام مجوسیوں کا گناہ تم پر ہو گا)۔ گویا ان کو اس اہم قانونِ الٰہی سے آگاہ کر دیا گیا کہ پیغامِ ہدایت قبول کرنے کی صورت میں ان کے لئے دوہرا اجر ہے اور نہ قبول کرنے

کی صورت میں گناہ بھی دوگنا ہے کیونکہ وہ سلطنت کے بادشاہ ہیں اور "الناس علی دین ملوکھم" کے مصداق لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں۔

۴۔ مشترکہ نکات کی دعوت

ہرقل اور مقوقس کو جو دعوتی خطوط بھیجے گئے، ان میں آپ ﷺ نے قرآن کی یہ آیت لکھوائی تھی۔ **یاھل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم، الا نعبد الا اللہ ولا نشرک به شیئًا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوااشھدوا بانا مسلمون**[9] (اے اہلِ کتاب ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمھارے درمیان مشترک ہے کہ ہم سب اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ ہم اللہ کے سوا کسی کو رب نہ بنائیں۔ تو اگر یہ اہل کتاب اس بات سے انحراف کریں تو کہہ دو کہ گواہ رہنا، ہم تو مسلمان ہیں)۔ نبی اکرم ﷺ کے اس دعوتِ دین کے طریقِ کار سے تبلیغ کا ایک اہم اصول ملتا ہے اور وہ یہ ہے کہ مخاطب سے پہلے وہ بات کی جائے جو ان دونوں کے درمیان باہم مشترک ہو۔ متفق علیہ امور کی دعوت دینے سے اتحاد اور موانست کی فضا قائم ہوتی ہے اور حق کی تعلیم دینا داعی کے لیے سہل ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں آپ ﷺ کے خطوط میں قرآنی آیات کا بر محل استعمال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ بیان اور فصاحت و بلاغت کو نہ صرف جلا بخشتا ہے بلکہ پیغام کی آفاقیت اور امت مسلمہ کے مشن کی طرف بھی توجہ دلاتا ہے۔

۵۔ جوامع الکلم

نبی ﷺ جو کہ افصح العرب تھے، ان کے فرامین اور خطوط فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ شاہکار تھے۔ ان مکتوبات میں اختصار لیکن جامع الفاظ میں اپنے مدعا کو بیان کیا گیا تاکہ سننے والے کی طبیعت میں انقباض پیدا نہ ہو۔ مثلاً آپ ﷺ کے خطوط میں وارد ہونے والے الفاظ "**اسلم وتسلم**" نہایت مختصر لیکن جوامع الکلم میں شمار ہوتے ہیں۔ ان فصیح و بلیغ الفاظ کے بارے ابنِ حجر رقم طراز ہیں۔ وَقَوْلُهُ أَسلِمْ تَسْلَمْ غَايَةٌ فِي الْبَلَاغِ وَفِيهِ نَوْعٌ مِنَ الْبَدِيعِ وَهُوَ الْجِنَاسُ الِاشْتِقَاقِيّ .قَوْلُهُ أَسْلِمْ تَسْلَمْ فِيهِ بِشَارَةٌ لِمَنْ دَخَلَ فِي الْإِسْلَامِ أَنَّهُ يَسْلَمُ مِنَ الْآفَاتِ اعْتِبَارًا[10] اور ان کا یہ قول کہ اسلام قبول کر لو، سلامت رہو گے۔ یہ اعلیٰ درجے کی بلیغ بات ہے اور یہ عمدہ کلام کی ایک قسم ہے جسے جناس اشتقاق کہا جاتا ہے۔ **اسلم تسلم** میں بشارت ہے ہر اس شخص کے لیے جو اسلام میں داخل ہوتا ہے کہ وہ مصائب سے محفوظ رہے گا۔ ڈاکٹر خورشید احمد رضوی نے ان الفاظ کی جامعیت کو اس پیرائے میں یوں بیان کیا ہے۔ "یہ الفاظ جہاں ایک

طرف ''سہل ممتنع''، کی مثال ہیں، وہیں یہ جوامع الکلم میں سے بھی ہیں اور پھر تیسری جانب ان کا مفہوم واضح بھی ہے اور دوٹوک بھی اور نہایت متاثر کن بھی۔ نیز اس جملے میں امر اور جواب امر کے ان دونوں صیغوں کا لطف اہل ذوق سے مخفی نہیں۔ پھر س، ل، م سے ان دونوں کے اشتقاق میں حسنِ تجانس کی جو کیفیت پائی جاتی ہے، اور اس میں جو صوتی حسن ہے وہ سونے پر سہاگہ ہے''۔[11] گویا ان دو الفاظ میں دریا کو کوزے میں بند کر دیا گیا اور مخاطبین کو باور کرایا گیا کہ قبولِ اسلام میں ہی ان کے لیے دارین کی فلاح و عافیت ہے۔

۶۔ مخاطب کے مقام و مرتبے کا لحاظ

آپ ﷺ مواقع کی مناسبت سے مکاتیب میں مکتوب الیہ کے مقام و مرتبے کا لحاظ رکھتے اور اس کے شایانِ شان القاب کے ساتھ خطاب فرماتے تھے۔ عہدے اور مقام کے مطابق الفاظ کا استعمال نفسیاتی طور پر مخاطب کو اس کیفیت میں لے آتا ہے کہ وہ کہنے والے کی بات کو توجہ سے پڑھے اور اس پر غور کرے۔ اس بلیغ اندازِ موعظت کو اختیار کر کے اس بات کے امکانات کم ہو جاتے ہیں کہ دنیوی عہدوں کے طلبگار افراد اسلام کے آفاقی پیغام کے خلاف رخنہ ڈالیں گے۔ مثلاً ہر قل اور مقوقس کو لکھے گئے خطوط میں ان کے نام آپ ﷺ یوں لکھواتے ہیں **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من محمد عبداللہ و رسولہ الی المقوقس عظیم القبط**[12] جبکہ ہر قل ملک روم کو یوں مخاطب کرتے ہیں **من محمد بن عبداللہ ورسولہ الی ھرقل عظیم الروم**[13] گویا مخاطب کے مقام اور عہدے کا خیال رکھتے ہوئے آپ ﷺ اصل مقصد کو بیان کرتے ہوئے ایسے الفاظ کا چناؤ فرماتے ہیں جس سے نہ صرف آپ ﷺ کی ذاتِ مبارک کا اصل مقام اجاگر ہوتا ہے بلکہ اس میں مکتوب الیہ کی عزت و تکریم کا پہلو بھی ابھر کر سامنے آتا ہے۔ دعوتِ دین میں لوگوں کے مراتب کا خیال رکھنا نبی ﷺ کی حکمت و بصیرت کی علامت ہے۔

۷۔ قولِ فیصل

آپ ﷺ کے خطوط میں طوالت اور تکلف و تصنع کی بجائے سادگی اور اختصار کا طرز نمایاں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فصاحت و بلاغت کے اصول کے عین مطابق دوٹوک اور واضح بات کی۔ رومی حکمران کو ''ملک الروم'' سے مخاطب نہ کر کے واضح کر دیا گیا کہ بادشاہت اور سلطنت اس کے لئے مخصوص نہیں ہے لیکن تالیفِ قلب کے لئے اس کے لیے ''**عظیم الروم**'' کے الفاظ تحریر کیے گئے۔ فتح الباری میں اس حکمت کی اس طرح وضاحت کی گئی ہے۔

قَوْلُهُ عَظِيمِ الرُّومِ فِيهِ عُدُولٌ عَنْ ذِكْرِهِ بِالْمُلْكِ أَوِ الْإِمْرَةِ لِأَنَّهُ مَعْزُولٌ بِحُكْمِ الْإِسْلَامِ لَكِنَّهُ لَمْ يُخْلِهِ مِنْ

إِكْرَامِ لِمَصْلَحَةِ التَّأَلُّف[14] (ان کی بات میں عظیم روم کہنا عدل پر مبنی ہے۔ بجائے اس کے کہ اس کی بادشاہت اور حکمرانی کا ذکر کرتے کیونکہ وہ اسلام کی حکمرانی کی وجہ سے معزول ہو گئے تھے لیکن اس کے باوجود تالیفِ قلب کی خاطر اس کی عزت میں کمی نہیں کی) اہلِ عجم کے دستور سے ہٹ کر آپ ﷺ کے خطوط کی ابتداء مکتوب الیہ کی بجائے مکتوب منہ کے نام سے کرنا کسی خاص بات کی طرف توجہ منعطف کروانے کے لئے انتہائی مؤثر ثابت ہوا۔ روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ ہرقل کے بھائی کو مکتوب الیہ کا نام بعد میں لکھنا انتہائی ناگوار گزرا لیکن چونکہ الفاظ کے گورکھ دھندوں میں الجھائے بغیر خلوص اور خیر خواہی کے جذبات کے اظہار کے لئے حقیقی اور واقعاتی اسلوب اختیار کیا گیا، اس لئے اس اسلوب کی حیثیت امدادی سپاہ والی ہو گئی۔ نبی اکرم ﷺ کا یہ سادہ اور عمدہ اسلوب مقصود کا سفیر بن گیا اور مکتوب الیہ کی دل کی دنیا پر گہرے اثرات مرتب ہوئے جس کا اندازہ ان الفاظ سے ہوتا ہے جو ابوسفیان نے ہرقل سے ملاقات کے بعد کہے لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ إِنَّهُ يَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الأَصْفَر[15] میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابن ابو کبشہ کا معاملہ تو بہت زور پکڑ گیا ہے کہ رومیوں کا بادشاہ اس سے ڈر رہا ہے۔

۸۔ انذار و تبشیر

نبی اکرم ﷺ کے خطوط میں انذار و تبشیر کا اسلوب نمایاں نظر آتا ہے۔ ہرقل کی طرف مکتوبِ گرامی میں لکھا گیا **واسلم یوتک اللہ اجرک مرتین فان تولیت فان علیک اثم ایریسین**[16] (مسلمان ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ تم کو دوہرا اجر دے گا۔ اگر تم مسلمان نہ ہوئے تو تم پر غریب رعایا کا گناہ بھی ہو گا)۔ فارس کے حکمران کو ارسال کیے گئے خط میں یہ عبارت تحریر کی گئی۔ **اسلم تسلم، فان ابیت فعلیک اثم المجوس**[17] (تم اسلام قبول کر لو، محفوظ رہو گے۔ اگر تم نے انکار کیا تو ایران کے تمام مجوسیوں کا گناہ تم پر ہو گا)۔ حاکم دمشق کی طرف جو خط روانہ کیا گیا، اس میں مرقوم تھا۔ **انی ادعوک الی ان تؤمن باللہ وحدہ لا شریک لہ، یبقی لک ملکک**[18] (میں تمھیں دعوت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ جو اکیلا ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں۔ تمھارے لیے تمھاری بادشاہت باقی رہے گی)۔ گویا ان حکمرانوں کو پیغام قبول کرنے کی صورت میں ثواب اور دنیاوی منصب کی نوید سنائی گئی۔ اس کے ساتھ انہیں پیغام ٹھکرا دینے کی صورت میں برے انجام سے بھی ڈرایا گیا۔

۹۔ مدِمقابل کو مدلل جواب

جب مسیلمہ کذاب نے خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کو لکھے گئے خط میں جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا تو آپ ﷺ نے انتہائی مختصر مگر جامع الفاظ میں اس کا جواب ارسال فرمایا۔اس کی عبارت یوں ہے۔((**بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ من محمد رسول اللہ الی مسیلمۃ الکذاب۔ السلام علی من اتبع الھدی۔ اما بعد فان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین**))[19](شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت رحمان اور رحیم ہے۔۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بہت بڑے جھوٹے مسیلمہ کی طرف ایک خط ہے۔اس شخص پر سلامتی ہو جو ہدایت کی پیروی کرے اور بلا شبہ زمین تو اللہ ہی کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے۔اور اچھا انجام تو متقین کے لیے ہی ہے۔)اس خط کے اسلوب میں کس قدر فصاحت و بلاغت ہے۔آپ ﷺ انتہائی مختصر الفاظ میں بات کر کے اس جاہل سے اعراض بھی کرتے ہیں اور قرآن کی آیت کے ذریعے دوٹوک اور فیصلہ کن جواب بھی دے دیتے ہیں۔ان الفاظ میں فکر و نظر کا ایسا زاویہ اور ضابطہ دے دیا گیا ہے جس میں ایمان کی آبیاری کا سامان موجود ہے اور اس بات کی یقین دہانی بھی ہے کہ مالک الملک اللہ کی ذات ہے۔وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے وارث بناتا ہے اور اللہ کا بندہ وہ ہے جو عبدیت کی معراج پر ہو۔اس بات کی وضاحت آیت کے اگلے ٹکڑے ﴿**والعاقبۃ المتقین**﴾ سے ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ متقی بننے کے لیے عبادت و فرماں برداری لازمی شرط ہے۔آپ ﷺ کے تمام خطوط قولِ فیصل کا درجہ رکھتے ہیں جس میں انسانی جذبے کو متاثر کرنے کے جملہ عناصر موجود ہیں۔موقع و محل کے مطابق الفاظ و تراکیب کا استعمال، قرآنی آیات کا بر محل استعمال جہاں فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے، وہاں یہ تحریریں ایمان افروز بھی ہیں۔

۱۰۔پیغامِ امن

رسول اللہ ﷺ کے خطوط میں **سلام، اسلام، اسلم، تسلم** اور **مسلمون** کے الفاظ تسلسل کے ساتھ آئے ہیں اور یہ الفاظ امن و سلامتی پر دلالت کرتے ہیں۔یہ اصطلاحات نصرانیوں کے ہاں معروف تھیں۔لہٰذا نبی محمد ﷺ نے ان کو ان الفاظ سے مخاطب کیا کہ جس امن کے تم دعویدار ہو، اسلام بھی اسی کی طرف دعوت دیتا ہے۔علاوہ ازیں مکاتیبِ نبوی ﷺ کا متن اس اشکال کا بھی رد کرتے ہیں ہے کہ اسلام تلوار کے زور پر پھیلا۔اگر ایسا ہوتا تو صاحبِ امر لوگوں کو خطوط ارسال نہ کیے جاتے اور ان کو دین کی دعوت نہ دی جاتی۔ان خطوط کا طرزِ تخاطب اس کا عکاس ہے کہ آپؐ نے نرمی، دل گزاری اور خیر خواہی سے امن کے پیغام کی دعوت دی مثلاً بحرین کے امیر منذر بن

ساوی العبدی کو جو خط ارسال کیا گیا، اس کا متن یہ ہے۔«سَلَامٌ أَنْتَ، فَإِنِّي أَحْمَدُ إِلَيْكَ اللَّهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ أَمَّا بَعْدَ ذَلِكَ فَإِنَّ مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا، وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا، وَأَكَلَ ذَبِيحَتَنَا، فَذَلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِي لَهُ ذِمَّةُ اللَّهِ وَذِمَّةُ الرَّسُولِ، فَمَنْ أَحَبَّ ذَلِكَ مِنَ الْمَجُوسِ فَإِنَّهُ آمِنٌ، وَمَنْ أَبَى فَإِنَّ الْجِزْيَةَ عَلَيْهِ»(20)(تم پر سلام ہو، میں تمھاری طرف اس اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی عبات کا لائق نہیں۔ اما بعد! جو ہم جیسی نماز ادا کرے، ہمارے قبلے کی طرف منہ کرے، ہمارا ذبح کیا ہوا جانور کھائے تو وہ مسلمان ہے۔ جس کا ذمہ وعہد اللہ تعالیٰ پر ہے اور رسول پر۔ مجوس میں سے جو پسند کرے اسے امن حاصل ہو گا اور جو انکار کرے گا اس پر جزیہ لاگو ہو گا۔) ہرقل کو جو خط ارسال کیا گیا، اس کے متن کو قلمبند کرتے ہوئے 'السيرة النبوية والتاريخ الإسلامي' کے مصنف لکھتے ہیں۔

هذا هو نص رسالة النبي صلّى الله عليه وسلم إلى هرقل. وهي كما ترى دعوة سلمية إلى الإسلام من رسول الإسلام بالحكمة والموعظة الحسنة ولم يرد في الرسالة أي تهديد بالحرب أو استخدام القوة لإجبار الآخرين على اعتناق الإسلام، لا تصريحا ولا تلميحا؛ بل بدأت الرسالة بالسلام(21)

یہ اس خط کی عبارت ہے جو اللہ کے رسول ﷺ نے ہرقل کو لکھا تھا۔ اس میں واضح طور پر نظر آتا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ہرقل کو اسلام کی طرف پرامن دعوت دی جو حکمت اور موعظت پر مبنی تھی۔ اس خط میں کسی قسم کی کوئی دھمکی نہیں دی گئی کہ ہم تمھارے ساتھ جنگ کریں گے یا ہم تمھیں اسلام قبول کرنے کے لیے مجبور کریں گے۔ اس قسم کی کوئی بات نہ صراحتاً کی گئی اور نہ ہی اشارے سے۔

۱۱۔ عقائد وافکار کی مدلل تفہیم وتعلیم

آنحضرت ﷺ نے صلح حدیبیہ کے بعد ہمسایہ ممالک کے بادشاہوں کے نام دعوتِ اسلام کے جو خطوط روانہ فرمائے، ان میں مکتوب الیہ کے مذہبی عقائد وجذبات کا خیال رکھا گیا اور اسلام کا عقیدہ انتہائی عمدگی اور غیر محسوس طریقے سے واضح فرمادیا۔ مثلاً کسریٰ کو جو خط لکھا گیا، اس میں اس کو اللہ کی طرف بلایا گیا جیسا کہ اس خط کا متن یہ ہے
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرحيم، من محمد رسول الله إلى كسرى عظيم فارس سلام عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى، وَآمَنَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَشَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، إِلَى النَّاسِ كَافَّةً، لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا،

أَسْلِمْ تَسْلَمْ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَعَلَيْكَ إِثْمُ الْمَجُوسِ.[22](بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے فارس کے سربراہ کسریٰ کے نام۔ سلام ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لایا اور گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور میں اس کا بندہ اور تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں تاکہ میں ساری انسانیت کو متنبہ کروں۔ تم اسلام قبول کر لو محفوظ رہو گے۔ دعوتِ اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں ایران کے تمام مجوسیوں کا گناہ تمھارے سر ہو گا)۔ جبکہ ہرقل اور نجاشی کو ارسال کردہ مکتوب میں انہیں اسلام کی طرف دعوت دی کیونکہ یہ دونوں حکمران نصرانیت پر قائم تھے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین رکھتے تھے لیکن ان کا مسئلہ یہ تھا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ سبحانہٗ کا بیٹا مانتے تھے۔ لہٰذا ان کو اسلام کی دعوت دی گئی اور نبی ﷺ نے اپنے نام کے ساتھ **عبداللہ** لکھوایا تاکہ ان کو باور کرایا جاسکے کہ نبی اللہ کا بندہ ہوتا ہے اور کسی نبی یا رسول کے مقام کو اس حد تک نہیں بڑھانا چاہیے کہ اس میں اور اللہ کی ذات میں تفریق ہی باقی نہ رہے۔ ہرقل اور مقوقس کی طرف لکھے گئے خطوط کا اختتام قرآنی آیت پر کیا گیا تاکہ ان پر نفسیاتی اثر ہو سکے۔ آیت کا حوالہ دینے میں یہ حکمت مضمر تھی کہ ان لوگوں کے عقیدے کی نہ صرف بنیادی خرابی کی نشاندہی کی جائے بلکہ اس کا تدارک بھی کیا جائے۔ یہ دونوں بادشاہ اہم دینی پیشوا تھے اور انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام اور اپنے علماء کو رب کا درجہ دے رکھا تھا۔ علاوہ ازیں نبی اکرم ﷺ نے خطوط میں اپنا منصبی وصف ''رسول اللہ'' کا استعمال بھی کیا تاکہ پڑھنے والے کو یہ باور کرایا جائے کہ اسلام ایک عالمگیر دین ہے اور حضرت محمد ﷺ کو صرف عربوں کے لیے مبعوث نہیں کیا گیا بلکہ آپ ؐ کو تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہے۔ قاضی سلیمان منصور پوری کے لکھتے ہیں۔ ''رسول اللہ ﷺ نے تبلیغ اسلام کی بابت یہ ایسی کاروائی فرمائی ہے، جس کی نظیر دنیا کی کسی سابقہ مذہب کی تاریخ میں نہیں پائی جاتی''۔[23] رسوال اللہ ﷺ نے فریضۂ نبوت و رسالت کی ادائیگی میں اپنے وقت کے رؤساء، حکمران اور امرا کو جو دعوتی خطوط تحریر کیے، ان میں دعوتی اسالیب کے مختلف پہلو پائے جاتے ہیں۔ ہر مسلمان لیکن بالخصوص وہ لوگ جو دعوت و تبلیغ کے فریضے کو سرانجام دیتے ہیں، ان کے لیے ان مکاتیب میں اہم رہنمائی موجود ہے کہ دین کی اشاعت کے لیے ان کا کیا منہج ہو گا۔ نبی اکرم ﷺ کے ارسال کردہ خطوط کا اسلوب ایسا ہے کہ ان میں کسی قسم کی کمزوری یا مرعوبیت کا شائبہ نہیں دکھائی دیتا بلکہ الفاظ کی فصاحت و بلاغت اور مضمون میں عزم و استقلال نظر آتا ہے۔ ان کے اندازِ بیان سے واضح ہوتا ہے کہ مرسل کو اپنے مشن سے کس قدر لگاؤ ہے اور اپنے برحق ہونے کا کس قدر اعتماد ہے۔

مکتوبِ نبوی ﷺ میں اللہ عزوجل کی حاکمیت کو تسلیم کرنے کی دعوت دی گئی اور بادشاہوں پر ترغیب وترھیب کے اسلوب میں یہ واضح کر دیا گیا کہ قوم کی ہدایت یا گمراہی کا دار ومدار ان پر ہے۔ مخاطبین کی نفسیات کو ملحوظ رکھتے ہوئے انہیں خیر خواہانہ اور مشفقانہ انداز میں عقلی دلائل سے سمجھایا۔ ان خطوط کا مقصد اللہ تعالیٰ کے بندوں کو انسانی تسلط سے آزاد کر کے اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے نظام کے تابع کرنا ہے۔ اس تحقیقی جائزہ کے نتائج کو پیشِ نظر رکھ کر کوئی بھی داعی کہیں بھی دعوت وتبلیغ کے عمل کو اپنائے گا تو اس کی بات پر اثر اور مفید ثابت ہو گی۔

خلاصہ بحث:

دعوتِ دین کے بنیادی اصولوں میں سے ہے کہ مخاطبین کو حکمت ودانائی کے ساتھ دعوت دی جائے تاکہ ان کی اصلاح ممکن ہو سکے۔ نبی محمد ﷺ نے بھی اسلام کی اشاعت میں اسی منہج کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے مختلف حکمرانوں اور امراء کو خطوط ارسال فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ کے مکاتیب نہ صرف حکمت ودانائی کا آئینہ دار ہیں بلکہ یہ اپنے اندر ایسے دعوتی اسالیب سموئے ہوئے ہیں جن سے داعیانِ حق استفادہ کر سکتے ہیں۔ اس مقالہ میں نبی ﷺ کے خطوط کی روشنی میں دعوت کے مختلف اسالیب اور اصولوں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ ان فصیح وبلیغ اسلوب میں کئی حکمتیں پوشیدہ ہیں جن میں دعوتِ توحید، ابطالِ شرک، عقلی استدلال، مشترکہ نکات کی دعوت، جوامع الکلم، مخاطب کے مقام ومرتبے کا لحاظ اور انذار وتبشیر وغیرہ شامل ہیں۔ آج کے پرفتن دور میں انہیں اسالیب اور طریقوں کو اختیار کرنے کی ضرورت ہے تاکہ دعوت وتبلیغ کے فریضے کو احسن طریقے سے سرانجام دیتے ہوئے ایک صالح معاشرے کی تشکیل ممکن ہو سکے۔

حوالہ جات

1 القرآن: سورۃ النحل ۱۶: ۱۲۵

2 علی الاحمدی: علی بن حسین، مکاتیب الرسول ﷺ، دار الحدیث للطباعۃ والنشر والتوزیع، ط: الاولی، س۔ن، ص: ۱۲،۱۱۔

3 الزیلعی، جمال الدین ابو محمد، نصب الرایة، محقق: محمد عوامة، مؤسسة الریان للطباعة والنشر، بیروت، ۱۴۱۸ھ، ج: ۴، ص: ۴۲۱۔

4 البخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، المحقق: محمد زھیر بن ناصر الناصر، باب: بدء الوحی، کتاب: کیف کان بدءالوحی الی رسول اللہ ﷺ؟، رقم الحدیث: ۷، دار طوق النجاة، ط: اولیٰ، ۱۴۲۲ھ۔

5 طبری، محمد بن جریر، تاريخ الطبري (تاريخ الرسل والملوك، وصلة تاريخ الطبري)، دار التراث، بيروت،ط:الثانية ،۱۳۸۷ھ، ج: ۲، ص: ۶۵۲۔

6 مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري، المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم (صحيح مسلم)، محقق: محمد فؤاد عبد الباقي، كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ كِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى هِرَقْلَ يَدْعُوهُ إِلَى الْإِسْلَامِ، رقم الحديث:۷۴، دار إحياء التراث العربي، بيروت،س۔ن۔

7 النووی، محیی الدین یحیی بن شرف، ابو زکریا، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، دار احیاء التراث العربی، بیروت،ط: الثانية،۱۳۹۲ھ،ج:۱۲،ص:۱۰۹۔

8 طبری، محمد بن جریر، تاريخ الطبري(تاريخ الرسل والملوك، وصلة تاريخ الطبري)، دارالتراث، بيروت، ط:الثانية، ۱۳۸۷ھ، ج:۲، ص:۶۵۴-۶۵۵۔

9 القسطلانی، احمد بن محمد بن ابی بکر، المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، المكتبة التوفيقية، القاهرة، مصر، س۔ن، ج:۳، ص: ۲۴۷-۲۴۸۔

10 ابن حجر، العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دار المعرفة، بیروت،۱۳۷۹ھ،ج:۸،۱، ص :۲۲۱،۳۸۔

11 خورشید رضوی: ڈاکٹر، مکاتیب نبوی ﷺ کا ازلی پہلو، سہ ماہی فکر و نظر، سیرت نمبر، مدیر: ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن، ادارۂ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلام یونیورسٹی، اسلام آباد، جولائی تا دسمبر ۱۹۹۲ء، ص:۶۴۔

12 حوالہ نمبر ۸ دیکھیں

13 حوالہ نمبر ۴ دیکھیں

14 ابن حجر، العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، دارالمعرفة، بیروت،۱۳۷۹ھ،ج:۱، ص:۳۸۔

15 احمد بن حنبل، أبو عبد الله أحمد، مسند الإمام أحمد بن حنبل، محققین: شعيب الأرنؤوط، عادل مرشد وآخرون، مُسْنَدُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رقم الحديث:۲۳۷۰، مؤسسة الرسالة، ط:الأولى، ۱۴۲۱ ھ۔

16 حوالہ نمبر ۴ دیکھیں

17 حوالہ نمبر ۸ دیکھیں

18 حوالہ نمبر ۵ دیکھیں

19 ابن الأثير، أبو الحسن علي بن أبي الكرم محمد بن محمد ،الجزري، الكامل في التاريخ، تحقيق: عمر عبد السلام تدمري، دارالكتاب العربي، بيروت، ۱۴۱۷ھ، ج:۲، ص:۱۶۴۔

20 أبوعُبيد القاسم بن سلاّم بن عبد الله الهروي البغدادي،كتاب الأموال،محقق:خليل محمد هراس،دارالفكر،بيروت،س-ن،ص:۲۸-

21 عبد الشافى محمد عبد اللطيف، السيرة النبوية والتاريخ الإسلامي، دارالسلام ،القاهرة، ط:الأولى، ۱۴۲۸ھ، ج:۱، ص:۱۹۲-

22 حوالہ نمبر۸دیکھیں

23 سلیمان منصور پوری، قاضی، رحمۃللعالمین، ص:۱۶۲، مرکزالحرمین اسلامی، فیصل آباد، ط:ن، ۲۰۰۷ء۔

Transliteration

1. Surah An-Nahl 16: 125

2., Ali *al*-Ahmadi, Ali Bin Hussain, Makatib Al Rasoul, Ayatollah Ahmadi Miyanji, Dār al-Hadith, Beirut, Pg 11-12.

3. Al-Zayla'i, Jamal al-Deen, Nasb al-Rayah, Beirut, Vol: 4, Pg: 421

4. Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Revelation, Chapter: How the Divine Revelation started being revealed to Allah's Messenger, Hadith No: 7, Dār Tawq al-Najāḥ, 1422H.

5. Al- Tabri, Muhammad Bin Jurair, Tareekh Tabri, (Tareekh Ul Umam O Al Malook), Dār Alturas, Beirut, 1387H, and Vol: 2, Pg: 652.

6. Muslim Ibn Al-Hajjaj, Abul Hussain, Sahih Muslim, The Book of *Jihad* and Expeditions, Chapter: The Prophet (saw) wrote to Heraclius, the ruler of Syria, inviting him to Islam, Hadith No: 74, Dār Alturas, Beirut.

7. Al- Nawawi, Abū Zakariyyā Yaḥyā ibn Sharaf , Al- Minhaj bi Sharh Sahih Muslim, Dār Alturas, Beirut,1392H, Vol: 2. Pg: 109.

8. Al- Tabri, Muhammad Bin Jurair, Tareekh Tabri, (Tareekh Ul Umam O Al Malook), Pg: 654-655.

9. Al-Qastallani, Ahmad ibn Muhammad ibn Abu Bakr, Al-Muwahib al-ladunniyya bi al-minah al-Muhammadiyya, Maktabah Taufiqiyah, Cairo, Egypt, Vol: 3, Pg: 247-248.

10. Ibn Hajar, Al-'Asqalani, Fatḥ al-Bārī fī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Dar Al Marefa, Beirut, 1379H, Vol: 1,8, Pg: 221,38.

11. Khursheed Rizwi, Makateeb-e-Nabvi ka Adbi Pehlu,quarterly Fikr-o-Nazar, Seerat Number,International Islamic University, Islamabad, July-December, 1992, Pg: 64

12. Al- Tabri, Muhammad Bin Jurair, Tareekh Tabri, (Tareekh Ul Umam O Al Malook), Pg: 654-655.

13. Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Revelation, Chapter: How the Divine Revelation started being revealed to Allah's Messenger, Hadith No: 7, Dār Tawq al-Najāḥ, 1422H.

14. Ibn Hajar, Al-'Asqalani, Fatḥ al-Bārī fī Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Dar Al Marefa, Beirut, 1379H, Vol: 1, Pg: 38.
15. Ahmad Bin Hanbal, Abu Abdullah Ahmad, Musnad Imam Ahmad Bin Hanbal, Musnad Abdullah bin Abbas Bin Abdul Muttalib, Hadith No: 2370, Moaseesa Al-Risalah, 1421H.
16. Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Revelation, Chapter: How the Divine Revelation started being revealed to Allah's Messenger, Hadith No: 7, Dār Tawq al-Najāḥ, 1422H.
17. Al- Tabri, Muhammad Bin Jurair, Tareekh Tabri, (Tareekh Ul Umam O Al Malook), Pg: 654-655.
18. Al- Tabri, Muhammad Bin Jurair, Tareekh Tabri, (Tareekh Ul Umam O Al Malook), Dār Alturas, Beirut, 1387H, Vol:2, Pg: 652.
19. Ibn al Aseer, Abul Hassan Ali bin Abbi Alkaram, Jazri, Al Kamil fi Tareekh, Dar al-Kitab Al-Arabi, Beirut, 1417H, Vol No: 2, Pg No: 164.
20. Abu Aubaid Al Qasim bin Salam, Kitab Al-Amwal, Dar al-Fikar, Beirut, Pg: 28.
21. Abdul Shafi Muhammad Abdul Lateef, As-Seerah An-Nabawiyyah wa Tareekh u Islami, Dar u Salam, Cairo, 1428H, Vol: 1, Pg: 192.
22. Al- Tabri, Muhammad Bin Jurair, Tareekh Tabri, (Tareekh Ul Umam O Al Malook), Pg: 654-655.
23. Sulaimna Masnoorpuri, Qadhi, Rahmatul-lil- Aalameen, Markaz Al-Harmain Islami, Faisalabad, 2007.